55

ایمان سرچشمہ راحت ہے

(فرمودہ ۱۶ جون ۱۹۲۲ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ آرام پائے' خوش رہے۔ وہ یہی کوشش کرتا ہے کہ اس کو کامیابی حاصل ہو۔ خواہ دنیاوی کام ہوں یا دینی ان سب سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کو راحت ملے۔ طالب علم محنت کرتے ہیں جس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم کو ذہنی اور مالی طور پر راحت حاصل ہو جائے کیونکہ ایک خوشی انسان کو علم سے ہوتی ہے۔ جب انسان کو نئی بات معلوم ہوتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ یہ مادہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے رکھا ہے کہ علم کی طرف توجہ کریں۔ اگر یہ مادہ نہ ہوتا تو توجہ نہ ہوتی۔ دیکھو یہ خواہش انسان میں کہاں تک ہوتی ہے کہ جہاں دو آدمی باتیں کر رہے ہوں وہاں تیسرا کان لگا کر سننا شروع کر دیتا ہے تو انسان حکومت چاہتا ہے راحت کے لئے عزت چاہتا ہے راحت کے لئے ان سب کاموں میں ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ راحت ملے۔

یہ مقصد سب سے بڑا ہے۔ مگر اس میں بھی درجات ہوتے ہیں۔ جس سے زیادہ خوشی مل سکتی ہے انسان اس کو زیادہ چاہتا ہے۔ روپیہ سے خوش ہوتا ہے کیونکہ اس سے وہ چیز ملتی ہے جس سے اس کو راحت ملتی ہے لیکن پونڈ سے زیادہ محبت ہوگی۔ کیونکہ اس سے روپیہ کی نسبت راحت رساں چیز زیادہ مل جاتی ہے۔ یا روپیہ سے زیادہ محبت ہوگی بہ نسبت مہر کے کیونکہ روپیہ سے مہر کی نسبت انسان کو راحت پہنچانے والی چیز زیادہ ملے گی لیکن اگر روپیہ اور پونڈ کی قیمت ایک ہوتی تو پونڈ کی روپیہ کی نسبت زیادہ قدر نہ ہوتی۔ پونڈ سے روپیہ کی نسبت اسی لئے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔

یہ بات ہر ایک انسان میں ہے کہ وہ کم اور زیادہ کو سمجھتا ہے۔ ایک بچہ کے سامنے دو چیزیں ایک طرف رکھ دو۔ اور ایک دوسری طرف تو وہ دو چیزوں ہی کی طرف لپکے گا۔ اس بات کو جاہل سے

جاہل بھی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے آدمی کو غور کرنا چاہیئے کہ جب تمام کاموں سے یہی مقصد ہے۔ کہ اس کو راحت اور آرام حاصل ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی چیز ہے جو سب سے زیادہ انسان کو راحت پہنچا سکے۔

جب وہ غور کرے گا تو اس کو معلوم ہوگا کہ سب سے زیادہ جس چیز سے خوشی ہو سکتی ہے وہ ایمان ہے۔ ایمان یمن سے نکلا ہے جس کے معنی برکت کے ہیں۔ تو گویا ایمان ایک بابرکت چیز ہے۔ اگر یہ حاصل ہو جائے تو راحت ہی راحت ہے۔

قرآن کریم نے سادگی سے اس نکتہ کو بیان کیا ہے۔ اور ایمان کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔ فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہر ایک کام خدا تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے شروع کرتا ہوں۔ اور میں اس خدا پر ایمان لے آیا۔ اس کا لازمی نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ کہے گا۔ الحمدللہ رب العالمین جب وہ خدا پر ایمان لاتا ہے تو اس کو اس سے سچی خوشی ہوتی ہے۔ انسان الحمدللہ اسی وقت کہتا ہے جب اس کو راحت کا سامان ملتا ہے۔ جن لوگوں کو دین سے مس نہیں ہے وہ بھی خوشی کے وقت میں کہتے ہیں شکر ہے۔ شکر ہے۔

پس بسم اللہ کے بعد یعنی ایمان حاصل ہونے کے بعد مومن کی زبان پر الحمدللہ رب العالمین کا کلمہ جاری ہوتا ہے۔ اور مومن کا آخری کلام بھی یہی ہوتا ہے۔ **وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین** یعنی ایمان کی ابتدا بھی خوشی سے ہوتی ہے اور انتہا بھی خوشی سے۔ قرآن کریم کا طریق ہے کہ وہ دعویٰ کے ساتھ دلیل دیتا ہے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ مومن کیوں خوش ہوتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہ الحمدللہ رب العالمین کہتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں خوشیاں چار درجوں سے آتی ہیں۔ اگر ان میں نقص آجائے تو انسان خوشی سے محروم ہو جاتا ہے۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ طبعی تقاضوں کے ماتحت بعض راحتیں آتی ہیں۔ بعض ایسی باریک ضروریات ہوتی ہیں جو اگر پوری نہ ہوں تو انسان کو راحت نہیں پہنچتی۔ اور وہ ناخوش ہوتا ہے۔ بعض چیزوں کے کھانے پینے کی خواہش ہوتی ہے ان کو کھاتا ہے تو آرام پاتا ہے۔ بعض کو سونگھتا ہے تو اس کو خوشی ملتی ہے۔ بعض وقت بیماری کے کیڑے اندر ہوتے ہیں۔ ان سے دکھ پاتا ہے اور پھر صحت کے کیڑے اندر آجاتے ہیں جن سے راحت پہنچ جاتی ہے اس تغیر کے باریک اسباب ہوتے ہیں۔ جو ظاہر میں معلوم نہیں ہوتے۔ ان سے راحت پہونچتی ہے یا دکھ۔ جس طرح راحت کے سامان مخفی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مخفی ہے مومن کہتا ہے الحمدللہ رب العالمین میں خدا پر ایمان لایا سب تعریف تمام جہانوں کے رب کی ہے۔ وہ خدا جس پر میں ایمان لایا۔ اس کا ہر ایک باریک سے باریک چیز پر قبضہ ہے۔ جب خدا سے دوستی ہوگئی۔ تو ان مخفی

مضرات سے بچاؤ ہو گیا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ گھر والے کے دوست کا ادب ملازم وغیرہ خدام بھی کرتے ہیں جب ایک شخص خدا کا ہو جائے تو دنیا کی چیزیں اس کی تائید کرتی ہیں۔

بعض دفعہ انسان ایک چیز کی خواہش کرتا ہے مگر اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ اس میں فائدہ ہے۔ کیونکہ ممکن ہے جس چیز کو وہ مفید سمجھتا ہو وہ اس کے لئے مفید نہ ہو۔ خدا رب العالمین ہے اس نے اس کے لئے بہتر سمجھا کہ یہ چیز نہ دی جائے۔ دیکھو بچہ آگ میں پڑنے لگے تو ماں باپ روکتے ہیں خواہ بچہ روئے مگر وہ اس کو آگ سے بچاتے ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ کیسے ماں باپ ہیں کہ بچہ روتا ہے اس کو آگ میں پڑنے نہیں دیتے تو وہ بے وقوف ہوگا۔ اگر مومن کوئی دعا کرتا ہے جو اس کی خواہش کے مطابق قبول نہیں ہوتی تب بھی وہ ناخوش نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے اس میں میرے لئے کوئی مضرت ہوگی۔

ایک قصہ ہے کہ ایک سپیرا خاص قسم کا سانپ پکڑ کر لایا اس نے اس کو حفاظت سے بند کر دیا اور خیال کیا کہ اس کے ذریعہ آسانی سے روٹی کما سکوں گا کوئی اس کا رشتہ دار اس کو چرا کر لے گیا۔ اس نے جب دیکھا تو سانپ غائب تھا۔ اس نے ادھر ادھر ڈھونڈا نہ ملا۔ اس کو بہت صدمہ ہوا اور وہ بہت رویا اور بہت دعا کی اتنے میں اس کو اطلاع ملی کہ اس کا ایک رشتہ دار مرگیا ہے یہ وہاں گیا تو پتہ لگا کہ ایک سانپ نے اس کو ڈس لیا جس کا تریاق معلوم نہیں ہو سکا۔ جب اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی سانپ تھا جو اس نے پکڑا تھا۔ اور وہ چرا کر لے گیا تھا۔ دیکھ لو اگر اس کی دعا قبول ہوتی تو پھر اس شخص کی بجائے اس کی لاش پڑی ہوتی اگر کسی مومن کی دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ خداتعالیٰ ہی ہے جو میرے فائدہ کے لئے روکیں ڈالتا ہیں۔ اس کو اس سے تسلی ہو جاتی ہے اور وہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے۔

دوسرا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ چیزیں جن میں اس کی خوشی ہوتی ہے اس کے سامان بہم پہنچ جائیں اس لئے فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن وہ خدا جو رحمان ہے غیب سے خود بخود اس کے لئے سامان بہم پہنچائے گا جس سے وہ خوشی سے زندگی گذارتا ہے۔

تیسری بات یہ ہوتی ہے کہ انسان کو جو سامان ملیں ان کو استعمال کرنے سے نیک نتائج نکلیں اگر دکان میں مال ڈالا اور نفع نہ ملا تو کیا فائدہ پس مومن کو تیسرا درجہ الرحیم کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے کاموں کا بدلہ خداتعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور اس کی محبت ضائع نہیں جاتی۔

چوتھی بات یہ ہوتی ہے کہ کام کمال کو پہنچ جائے۔ طالب علم روز سبق پڑھتا ہے اور استاد کو سنا کر شاباش لیتا ہے ایک سالانہ امتحان ہوتا ہے ایک انٹرنس کا امتحان پاس کرتا ہے اور ایک یونیورسٹی کا اعلیٰ امتحان پاس کرتا ہے۔ گویا کمال حاصل کرتا ہے۔ اور یہ مالک یوم الدین کا نتیجہ ہے۔ پس

مومن کا کام کامل ہو جاتا ہے اور نتیجہ نکلتا ہے تو اس کی خوشی مکمل ہوتی ہے اور اس وقت الحمد للہ کہتا ہے دیکھو ایمان کیسی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اس سے ہر آفت اور ہلاکت سے انسان بچ جاتا ہے۔

اس لئے چاہیئے کہ عقلمند ایمان پیدا کرنے کی فکر کرے جب یہ حالت ہو جائے تو کوئی راحت کی چیز اس کے قبضہ سے باہر نہیں رہتی۔ کہتے ہیں عمر عیار کی زنبیل تھی کہ جو چاہتا تھا کہ اس سے نکال لیتا تھا۔ یہ تو قصہ ہے مگر ایمان ایک ایسی چیز ضرور ہے کہ اس میں سے ہر ایک ضروری راحت کی چیز نکل آتی ہے پس ایمان حاصل کرو۔ اور اس کو مضبوط کرو۔ یہ کلید ہے راحت کی اگر یہ مل جائے تو کوئی دکھ نہیں رہتا۔

(الفضل ۲۲ر جون ۱۹۲۲ء)

❁ ❁ ❁